Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)

Volume ۴ Issue ۲, Spring ۲۰۲۴

ISSN(P): ۲۷۹۰ ۸۲۱۶ ISSN(E): ۲۷۹۰ ۸۲۲۴

Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

پاکستان میں عربی زبان وادب کا ارتقاء: ایک تاریخی مطالعہ

Title: **Development of Arabic language and literature in Pakistan: A Historical Study**

Author (s): Raja Majid Moazzam [۱], Syed Mudassar Ali Gardazi [۲]

Affiliation (s):
۱ The University of Kotli, Azad Jammu & Kashmir, Pakistan.
۲ The University of Kotli, Azad Jammu & Kashmir, Pakistan.

DOI: https://doi.org/۱۰.۳۲۳۵۰/mift.۴۲.۰۵

History: Received: August ۲۳, ۲۰۲۴, Revised: October ۱۲, ۲۰۲۴, Accepted: October ۲۷, ۲۰۲۴, Published: December ۲۸, ۲۰۲۴

Citation: Moazzam, Raja Majid and Syed Mudassar Ali Gardazi. “Development of Arabic language and literature in Pakistan: A Historical Study.” *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* ۴, no. ۲ (۲۰۲۴): ۵۸–۶۹. https://doi.org/۱۰.۳۲۳۵۰/mift.۴۲.۰۵

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution ۴.۰ International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

پاکستان میں عربی زبان وادب کا ارتقاء: ایک تاریخی مطالعہ

Development of Arabic language and literature in Pakistan: A Historical Study

Raja Majid Moazzam *

The University of Kotli, Azad Jammu & Kashmir, Pakistan.

Syed Mudassar Ali Gardazi

The University of Kotli, Azad Jammu & Kashmir, Pakistan.

Abstract

Pakistan is a multilingual country where is six major and fifty local languages and accents are used in local and national level. English and Urdu are two official languages. Arabic language is also learned and understood due to religious language of Muslims. The majority of Pakistani is Muslim, and every Muslim should pray five times and read Quran every day in Arabic texts, so it is very important to Muslims to understand the Arabic language and that's why every government of Pakistan has got constitutional efforts to promote Arabic language. Arabic language has been taught as compulsory subject in government schools. This research paper consists of critical review of what has been done for the promotion of Arabic language in Pakistan and what are the new horizons for this language in this society.

Keywords: Arabic language, Government of Pakistan, English, Urdu

پاکستان کی زبان و ادب کی تاریخ میں عربی زبان کا کردار نہایت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ پاکستان ایک کثیر اللسانی ملک ہے جہاں چھ بڑی اور پچاس مقامی زبانیں استعمال کی جاتی ہیں۔ عربی زبان کو پاکستان میں خاص مذہبی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ اسلام کی مقدس زبان ہے۔ پاکستانی مسلمانوں کے لیے عربی زبان کی سیکھنا ضروری ہے کیونکہ نماز، قرآن پاک کی تلاوت، اور دیگر مذہبی فرائض میں عربی کا استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان کی مختلف حکومتوں نے عربی زبان کی ترویج کے لیے اہم اقدامات کیے، جن میں عربی کو سرکاری اسکولوں میں لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جانا شامل ہے۔ عرب تاجروں اور علماء کے ذریعے برصغیر میں عربی زبان اور ادب کا آغاز ہوا، جس کے نتیجے میں عرب اور ہند کی ثقافتوں کا آپس میں انضمام ہوا۔ عربی زبان نے اردو اور دیگر مقامی زبانوں پر گہرے اثرات مرتب کیے اور کئی الفاظ اور اصطلاحات اردو زبان کا حصہ بن گئیں۔ اس تحقیق میں پاکستان میں عربی زبان کی ترویج اور ترقی کے لیے کی جانے والی کوششوں کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ ساتھ ہی، اس زبان کے فروغ کے لیے موجود مواقع اور نئے افق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ مطالعہ واضح کرتا ہے کہ عربی زبان کی ترقی کے لیے مزید اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ اس کی جڑیں معاشرتی اور تعلیمی سطح پر مزید مضبوط ہوں۔

*Corresponding author: *Corresponding author: arabia@hotmail.com

۱. عرب اور ہند کے تعلقات

ہندوستان اور عرب دنیا کے وہ ملک ہیں جو ایک حیثیت سے ہمسایہ اور پڑوسی کہے جا سکتے ہیں۔ ان دونوں کے بیچ صرف سمندر حائل ہے اور یہ دونوں ملک اسی ایک سمندر کے دو آمنے سامنے کے خشکی کے کنارے ہیں۔ دریا کنارے کے ملک فطرتاً تجارتی ہوتے ہیں۔ یہی پہلا رشتہ ہے جس نے ان دونوں قوموں کو باہم آشنا کیا۔ عرب تاجر ہزاروں سال پہلے سے ہندوستان کے ساحل تک آتے تھے اور یہاں کی پیداوار کو مصر اور شام کے ذریعہ یورپ تک پہنچاتے تھے اور وہاں کے سامان کو ہندوستان، جزائر ہند، چین، اور جاپان تک لے جاتے تھے[۱]۔ یوں عرب تاجر ہندوستان میں اور بعض ہندوستانی تاجر عرب ممالک میں آباد ہوئے۔ انہی تاجروں کی وجہ سے عربی زبان برصغیر میں متعارف ہوئی اور ہندوستانی ثقافت عرب ممالک تک پہنچی۔

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہندوستان اور یہاں کی چیزوں کو جانتے تھے۔ ایک روایت میں یہ بیان آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے نکالے گئے تو انہوں نے پہلا قدم ہندوستان کی سرزمین میں رکھا۔[۲] اور اس قدم کا نشان آج بھی سری لنکا کے ایک پہاڑ میں موجود ہے۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے"[۳]۔ بخاری اور مسلم کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے سندھی مرغ کا گوشت کھایا۔[۴] یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عرب میں سندھی مرغ کا گوشت معروف تھا۔ اس کے علاوہ ہندوستانی تلوار عرب میں بہت مشہور تھی۔ عرب کے شعراء ہندوستانی تلوار کی تعریف کیا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے غزوہ ہند میں شرکت کرنے والے کے لیے جنت کی خوش خبری سنائی۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت راشدہ کے دور ہی میں ہندوستان فتح کرنے کیے کوششیں شروع ہو گئیں تھیں۔ ڈاکٹر احسان حقی کہتے ہیں: "مسلمانوں نے ایران کا ایک بڑا حصہ (مکران تک) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتح کر لیا تھا۔ پھر حضرت امیر معاویہ کے دور میں بلوچستان کا مشرقی حصہ اور قلات جو کہ سندھ کا حصہ تھا، مکران کے ساتھ شامل کر لیا اور مزید آگے بڑھ کر قندہار اور کابل کو فتح کیا"۔[۵] یہ ساری کوششیں غیر منظم تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ اکثر حملے رضاکاروں اور مجاہدین کے طرف سے تھے، یہاں تک کہ ۷۱۲ عیسوی میں محمد بن قاسم کی سربرائی میں باقاعدہ لشکر کشی کی گئی اور سندھ کو فتح کر دیا گیا۔

---

[۱] سید سلیمان ندوی، **عرب وہند کے تعلقات**، (لاہور: مشعل بکس، ۲۰۰۴ء)، ۴

[۲] ابن اثیر، مبارک بن محمد الجزری، **النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر**، (بیروت: مکتبۃ علمیۃ، ۲۰۱۰)

[۳] سید سلیمان ندوی، **عرب وہند کے تعلقات**، ص: ۲

[۴] محمد بن اسماعیل بخاری، **الجامع الصحیح**، (ریاض: دار السلام، ۱۴۲۱ھ)، باب اکل الدجاج

[۵] ڈاکٹر احسان حقی، **باکستان ماضیہا وحاضرہا**، (بیروت: دار النفائس، ۱۹۷۳ء)، ص: ۴۲

۱۔۱ عرب ثقافت کے ہندوستانی ثقافت پر اثرات

* تمام خطے کو ایک ہی جھنڈے تلے جمع کر دیا گیا۔ سندھ اور ہند عربوں کے قبضے میں چلا گیا۔
* عوام مختلف ادیان چھوڑ کر ایک دین واحد کی پیروی کرنے لگے۔
* اردو اور ہندی زبان میں عربی کلمات استعمال ہونے لگے۔
* اکثر ہندوستانی زبانوں کا رسم الخط عربی رسم الخط کی طرح لکھے جانے لگا۔
* بہت سے عرب علماء اور ادباء نے ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور ہندوستان کو اپنا وطن بنالیا۔ انہی میں ربیع بن صبیح بصری بھی شامل ہیں جو کہ ایک مشہور محدث اور حدیث کی تدوین کا آغاز کرنے والوں میں سے ہیں۔
* بہت سے ایسے ہندوستانی لوگ جو مسلمانوں اور ہندوں کے مابین معرکے کے نتیجے میں قیدی بنائے گئے، انھیں مسلمان مجاہدین کی تحویل میں دے دیا گیا اور یہ قیدی عرب ممالک میں جا کر بسے۔ ان میں سے ابو عطاء سندی، ابو معشر سندی اور ابن اعرابی بہت مشہور ہیں، جنہوں نے علم و فن میں اپنا نام روشن کیا۔
* ہندوستانی اشعار کا اسلوب تبدیل ہو گیا۔ عرب جاہلی شعراء کا انداز مشہور ہوا۔

۱۔۲ ہندوستانی ثقافت کے عرب ثقافت پر اثرات

* بہت سے ہندی الفاظ عربی زبان کا حصہ بن گئے۔ مثلاً نارجیل، مشکات، زنجبیل، کافور، ابنوس، بغا، خیزران، فلفل وغیرہ۔
* ہندوستانی زمانہ قدیم سے طب، ریاضی، علم فلکیات، آرٹ اور دیگر علوم میں بہت ماہر مانے جاتے تھے۔ اس حوالے سے جاحظ کہتا ہے: "ہندوستان علم ریاضی، طب، علم فلکیات، کندہ کاری اور دیگر عجیب وغریب علوم میں بہت مشہور ہیں"[۶]۔ مسعودی کہتا ہے: "ہندوستانی لوگ عقل وفہم، سیاست، حکمت، رنگ اور صفات، ذہنی بالیدگی، نقطہ نظر کی باریکی کے حوالے سے پورے سوڈان کے برعکس ہیں"[۷]۔ یہی وجہ ہے کہ عربوں نے ہندوستانی طبیبوں پر بھرپور اعتماد کیا۔ روایت میں آتا ہے کہ ایک ہندوستانی طبیب جس کا نام منکہ تھا، نے خلیفہ ہارون الرشید کا علاج کیا۔ اس کے علاوہ ایک اور طبیب صالح بن بھلہ ہندی نے خلیفہ

---

[۶] عثمان عمرو بن محبوب جاحظ، **مجموعہ رسائل**، (ط-ا، ط،ن)، ص:۸۳

[۷] ابو الحسن علی بن الحسین مسعودی، **مروج الذهب ومعادن الجوهر**، (بیروت: مكتبة العصرية، ۲۰۰۲م)، ج،ا، ص:۲۸

ہارون الرشید کے چچازاد بھائی ابراہیم بن صالح کا علاج کیا۔[8] ڈاکٹر جمیل احمد اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: "سندھ کے کثیر علماء نے بغداد میں علمی تحریک میں حصہ لیا۔ اس علمی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ علم ریاضی، علم طب اور دیگر فلسفہ کو عربی زبان میں منتقل کیا جائے۔ ان علماء میں ابن دھن، صالح بن بھلہ، منکہ، باذیگر، قلبر قل، سندباد ہندی اور کنکہ ہندی شامل ہیں"[9]۔

* عرب کے بہت سے شعراء اور ادباء کا تعلق ہندوستان سے تھا۔ ان میں ابو معشر سندھی، ابوعطا سندھی، موسیٰ بن یعقوب، ربیع بن صبیح سعدی، عمر بن مسلم باھلی، اسرائیل بن موسیٰ، احمد بن محمد منصوری، احمد بن عبداللہ دیبلی، محمد بن ابراہیم دیبلی[10] وغیرہ مشہور ہیں۔
* عرب کے لوگ ہندوستانی کہانیوں اور قصوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ "کلیلہ ودمنہ" اصل میں ہندی الاصل کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ ہندی سے فارسی زبان میں اور پھر فارسی زبان سے عربی زبان میں منتقل ہوا۔ اسی طرح "سندباد" جو کہ نام سے ہی واضح ہے ہندی سے عربی زبان میں منتقل ہوا۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ "**الف ليله وليله**" بھی ہندی الاصل ہے۔[11] اسی طرح بہت سی کتب ہیں جو ہندی سے فارسی اور پھر فارسی سے عربی زبان میں ترجمہ ہو کر منتقل ہوئیں۔
* ہندوستانی کہاوتیں بہت مشہور ہیں۔ ادب کی بے شمار کتب کہاتوں سے بھری پڑی ہیں۔ ایسی ہی کچھ کہاوتیں ہندی زبان سے ترجمہ ہو کر عربی زبان وادب کا حصہ بن گئیں۔
* درج بالا نکات یہ واضح کرتے ہیں کہ عرب اور ہند کے تعلقات عرصہ دراز سے چلے آرہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تعلقات کو مزید فروغ دیا جائے اور دونوں طرف کی ثقافت، تعلیم اور سماجی رویوں کو سمجھ کر عصر حاضر سے ہم آہنگ تعلقات کو جلا بخشی جائے۔

---

[8] محمد عبداللہ محمود، **اللغة العربية في باكستان، دراسة وتاريخا**، (اسلام آباد: منشورات وزارة التعليم، ۱۹۸۴م)، ص:۱۹

[9] جمیل احمد، **حركة التاليف باللغة العربية في الاقليم الشمالي الهندي**، (کراچی: سلسلة منشورات جامعة الدراسات الإسلامية)، ط ن، ص:۴۱

[10] محمد عبداللہ محمود، **اللغة العربية في باكستان، دراسة وتاريخا**، ص:۱۹

[11] احمد امین، **ضحی الإسلام**، (مصر: مؤسسة الهنداوي للتعليم والثقافه)، ج-۱، ص:۲۲۹

۲۔ عربی زبان وادب کا پاکستان میں ارتقاء

اگر برصغیر پاک وہند میں عربی زبان کے ارتقاء کی بات کی جائے تو اسے تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۲۔۱ پہلا دور

یہ دور اسلامی حکومت کے قیام سے لے کر برطانوی قبضے تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دور میں عربی ثقافت نے ہندی ثقافت کو متاثر کیا اور تھوڑا سا اثر قبول بھی کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ملتان اور منصورہ کی عام زبان عربی ہو چکی تھی۔ اس حوالے سے ابو ابراہیم اسحق بن محمد اصطخری اپنی کتاب "مسالک وممالک" میں لکھتے ہیں کہ فتح سندھ کے بعد برصغیر میں عربی ثقافت اتنی پھیل چکی تھی کہ سندھ اور پنجاب کے حکمرانوں کی قومی زبان عربی ہوا کرتی تھی۔[۱۲] عربی زبان کی یہ اہمیت اسی طرح رہی یہاں تک گیارہ سو عیسوی میں سندھ کی حکومت عربوں سے غزنوی خاندان کی طرف منتقل ہو گئی۔ غزنوی خاندان کی قومی زبان فارسی تھی اس لیے انھوں نے اپنے دور حکومت میں فارسی زبان کو فروغ دیا۔ یوں آہستہ آہستہ عربی زبان کی جگہ فارسی نے لے لی اور تعلیم وثقافت اسی زبان میں ہونے لگی۔ لیکن اس باوجود عربی زبان نے اپنی اہمیت نہیں کھوئی۔ علماء کرام، فقہاء اور محدثین نے اس میدان میں اپنا کردار ادا کیا اور عربی زبان وثقافت کی حفاظت کے لیے کمربستہ رہے۔

۲۔۲ دوسرا دور

یہ دور برطانوی حکومت کے آغاز ۱۸۵۷ سے شروع ہوتا ہے اور قیام پاکستان ۱۹۴۷ تک ختم ہوتا ہے۔ اس دور میں عربی زبان پر بے شمار مشکلات آئیں۔ عوام پر انگریزی مسلط کر دی گئی۔ عربی اور فارسی کو حکومتی دائروں سے باہر نکال کر پھینک دیا گیا۔ اس کے باجود دو مراکز ایسے تھے جنھوں نے اس دور میں عربی زبان وادب کی حفاظت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ ان میں پہلے نمبر پر دینی مدارس تھے جنھوں نے نامساعد حالات میں اپنے طور پر اس عربی زبان کی حفاظت کی اور دوسرا مرکز حکومتی جامعات تھیں، جہاں پر اس زبان پر تعلیم وتحقیق جاری رہی۔[۱۳]

۲۔۳ تیسرا دور

اس دور کا آغاز قیام پاکستان سے لے کر عصر حاضر تک ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور اس کے قیام کا واحد مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں اپنے دین کے مطابق آزادانہ زندگی گزار سکیں اور اس ملک کو اسلام کی ایک تجربہ گاہ بنائی جائے۔ یہی وجہ تھی کہ پاکستان کے قیام کے فوری بعد قرارداد مقاصد منظور کی گئی اور دستوری طور پر قرآن وسنت کو سپریم لا کے طور پر مانا گیا۔ پاکستان کے بانی لوگوں کا خیال یہ تھا کہ عربی زبان کو پاکستان کی دوسری زبان قرار دی جائے تا کہ مسلمان براہ راست قرآن وسنت سے ہدایت لے

---

[۱۲] اسحق ابراہیم بن محمد الفارسی اصطخری،، **المسالک والممالک**، (قاہرہ: الھیئۃ العامۃ لقصور الثقافۃ)، ط،ن

[۱۳] خالق داد ملک، **اضواء علی تعلیم اللغۃ العربیۃ فی باکستان**، (لاہور: کلیۃ الدراسات الاسلامیۃ والشرقیۃ، جامعہ پنجاب، ۲۰۰۰م)، ص: ۲۴،۱۹

سکیں۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ "پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی جبکہ پاکستانیوں پر واجب ہے کہ وہ عربی زبان سیکھیں تاکہ وہ مستقبل میں یہ زبان بول اور سمجھ سکیں"[۱۴]۔ پاکستان نے اپنے دستیاب وسائل کے مطابق عربی زبان وادب کے فروغ کے بہت کام کیا ہے۔

اب ہم پاکستان میں عربی زبان کی ترقی اور معاشرے میں اس کے وسیع فروغ کو دیکھتے ہیں۔ اس حوالے سے حسب ذیل نکات دلالت کرتے ہیں:

۲۔۳۔۱ پاکستانی جامعات میں عربی زبان وادب کے شعبہ جات کا قیام

قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی مختلف جامعات میں عربی زبان وادب کے شعبہ جات کھولے گئے۔ ان جامعات میں جامعہ پشاور، جامعہ کراچی، جامعہ سندھ جامشورہ، جامعہ اسلامیہ بہاولپور، جامعہ بہاء الدین ذکریا ملتان اور جامعہ گومل شامل ہیں۔ ان جامعات میں عربی زبان وادب میں بیچلر، ماسٹر، ایم فل اور بعض میں پی ایچ ڈی تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ان جامعات کے علاوہ دیگر جامعات میں بھی عربی زبان کے شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔ جن جامعات میں اسلامیات کے شعبہ جات قائم ہیں ان میں بھی ماسٹر لیول میں عربی زبان وادب کا مضمون بھی پڑھایا جاتا ہے۔ یونیورسٹی آف آزاد جموں وکشمیر میں بی اے لیول میں عربی زبان بطور لازمی مضمون پڑھائی جاتی ہے۔[۱۵]

۲۔۳۔۲ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد کا قیام

۱۹۷۰ء میں قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے تحت ایک ادارہ "نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ عصرِ حاضر کی زبانوں کو جدید انداز سے سیکھائے جائے۔ اس ادارے میں عربی زبان وادب کا بھی شعبہ قائم کیا گیا جو جدید طریقۂ تدریس کے ذریعے عربی زبان میں ڈپلومہ سے لے کر پی ایچ ڈی تک کی ڈگری جاری کرتا ہے۔ ۲۰۰۳ء میں اس ادارے کو مکمل یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے۔[۱۶]

---

[۱۴] سمیر عبد الحمید ابراہیم، **اللغة العربية وقضية التنمية اللغوية في باكستان**، (القاهرة، دار المعارف، ۱۹۸۲م)، ص: ۱۴۲

[۱۵] مظہر، معین، **حاضر اللغة العربية**، (لاہور: جامعہ پنجاب، ۲۰۰۸ء)، ص، ۲۵۲

[۱۶] Department of Arabic. National University of Modern Languages, Islamabad. ۴ March ۲۰۲۳.

< https://www.numl.edu.pk/NUML-Arabic-Department.aspx?AID=۱۳>

۲۔۳۔۳ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تاسیس

۱۹۷۴ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کا قیام عمل میں لایا گیا۔[۱۷] عربی زبان وادب کا فروغ اس یونیورسٹی کے بنیادی مقاصد میں سے تھا۔ عربی معلمین کی تربیت میں اس یونیورسٹی نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ یہ یونیورسٹی فاصلاتی نظامِ تعلیم کے ذریعے عربی زبان وادب کے ساتھ ساتھ دوسرے مضامین میں میٹرک سے لے کر پی ایچ ڈی تک کے پروگرامات پیش کر رہی ہے۔

۲۔۳۔۴ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کا قیام

۱۹۸۰ء میں پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔[۱۸] اس یونیورسٹی کا بنیادی مقصد اسلامی علوم اور عربی زبان وادب کا فروغ تھا۔ عربی اور انگریزی کو بطور تدریسی زبان کے رکھا گیا۔ اس یونیورسٹی میں عربی وزبان وادب کا مکمل شعبہ قائم کیا گیا۔ اس کے علاوہ عربی زبان وادب کی بنیادی تعلیم کے لیے بھی ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا۔ پوری دنیا سے عربی زبان وادب میں بی ایس، ایم ایس اور پی ایچ ڈی کے حصول کے لیے طلبہ اس یونیورسٹی کا رخ کرتے ہیں۔ یہ پاکستان کی واحد جامعہ ہے جہاں طلبہ وطالبات کے لیے الگ الگ کلاسز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۲۔۳۔۵ عربی زبان بطور لازمی مضمون

۱۹۸۲ء میں ایک سرکاری فرمان کے ذریعے سکولوں میں چھٹی سے بارویں تک عربی زبان وادب کو بطور لازمی مضمون شامل کیا گیا۔[۱۹] لیکن بعد میں صرف چھٹی سے آٹھویں تک عربی مضمون کی لازمی قرار دیا گیا۔ اور آہستہ آہستہ یہ حیثیت بھی ختم کر دی گئی اور اب صرف ایک اختیاری مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔

۲۔۳۔۶ دستورِ پاکستان اور عربی زبان

۱۹۷۳ء کے آئین میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ "ملک کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی اسلامی نہج پر تربیت کرے گا۔ قرآن مجید اور اسلامیات کی تعلیم لازمی ہو گی اور عربی زبان کے فروغ کے لیے حوصلہ افزائی کی جائے گی"[۲۰]۔

---

[۱۷] An overview. Allama Iqbal Open University, Islamabad. ۴ March ۲۰۲۳.
< https://aiou.edu.pk/overview.asp>

[۱۸] About the university. International Islamic University, Islamabad. ۴ March ۲۰۲۳.
< https://iiu.edu.pk/default.htm>

[۱۹] مظہر معین، **حاضر اللغة العربية**، ص، ۲۵۶

[۲۰] ڈاکٹر احسان حقی، **باكستان ماضيها وحاضرها**، ص: ۳۶۵

۲۔۳۔۷ دینی مدارس اور عربی زبان وادب

قیام پاکستان کے بعد ملک کے کونے کونے میں دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ مدارس مکمل طور پر مقامی لوگوں کے تعاون سے چلتے ہیں اور بعض مدارس کو سرکاری سطح پر زکوۃ کی مد میں سالانہ امداد دی جاتی ہے۔ ۱۹۸۴ء سے قبل ان مدارس کی سند سرکاری سطح پر قابل قبول نہیں تھی، اسی سال حکومت پاکستان نے اس سند کو ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے مساوی قرار دے دیا۔ اب ان مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ تحقیق اور تدریس کے ہر میدان میں اپنی خدمات سرانجام دے سکتے ہیں۔ حکومت پاکستان کے ادارے ہائیر ایجوکیشن کمیشن نے دینی مدارس کے پانچ وفاق اور کچھ خود مختیار اداروں کو باقاعدہ طور پر دینی اسناد جاری کرنے کا اختیار دے رکھا ہے۔ ان میں وفاق المدارس العربیۃ (دیوبندی مکتب فکر)، تنظیم المدارس العربیہ (بریلوی مکتب فکر)، وفاق المدارس السلفیہ (اہل حدیث مکتب فکر)، وفاق المدارس الشیعہ (شیعہ مکتب فکر)، رابطہ المدارس الاسلامیہ (جماعت اسلامی) شامل ہیں۔ جبکہ جامعہ اشرفیہ لاہور، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، جامعہ منہاج القرآن اور دارالعلوم کراچی بھی خود مختیار ادارے ہیں جو ایم اے علوم اسلامیہ کی سند جاری کرتے ہیں۔[۲۱]

ان تمام مدارس میں اکثر کتابیں جو نصاب کا حصہ ہیں وہ عربی زبان میں لکھی گئیں ہیں۔ اس لیے مدارس میں آغاز کے سالوں میں عربی زبان وادب پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

۲۔۳۔۸ عربی زبان اور عوام

مسلمان کو عربی زبان آئے نہ آئے، عربی زبان مسلمان تک خود آجاتی ہے! ذرا غور کریں، پیدائش کے بعد پہلی آواز جو اسکے کانوں سے ٹکراتی ہے وہ عربی زبان میں اذان کے کلمات ہی تو ہیں۔ اور اس دنیا سے جاتے ہوئے جو آخری کلمات اس کی موجودگی میں ادا ہوتے ہیں، وہ بھی عربی کلمات ہیں۔ بلکہ انہیں عربی کلمات کے ساتھ اسے قبر میں اتارا جاتا ہے۔ صبح بیدار ہوتے وقت اور رات کو سوتے وقت ادا ہونے اذکار اصل میں عربی کلمات اور عبارتیں ہیں۔ عربی کے الفاظ تو ہمارے نام، یا ناموں کا سابقہ اور لاحقہ ہوتے ہیں۔ ہمارے ذکر واذکار، دعائیں، تلاوتیں، لسانی عبادتیں، سب عربی ہی تو ہیں۔ سو صبح سے شام، اور پیدائش سے موت، اور رکن اول کلمہ سے رکن خامس حج تک عربی ہماری فطرت، شخصیت اور معمولات کا جزو ہے، ایسا جز جو الگ ہو سکتا ہے نہ کیا جاسکتا ہے۔ ہماری زبان، اردو سمیت تمام وہ زبانیں جو مسلمان بولتے ہیں، ان میں عربی الفاظ کی بڑی تعداد داخل ہو چکی ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے کلام کے لیے عربی زبان کا انتخاب کیا۔ یہ وہ زندہ زبان ہے، جو پندرہ سو سال سے مختلف علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس مقدس زبان میں ہی ہم اللہ تعالی سے پانچ وقت میں ہم کلام ہوتے ہیں۔ اس لیے ہر مسلمان کے لیے بنیادی عربی زبان سیکھنا انتہائی ضروری ہے۔ عربی زبان بہت سی زبانوں کی اصل اور جڑ ہے۔ کئی زبانوں میں عربی زبان کے کلمات بولے جاتے ہیں،

[۲۱] خالق داد ملک، **اضواء علی تعلیم اللغۃ العربیۃ فی باکستان**، ص: ۶۰

خاص طور پر اردو، ترکی، فارسی، کردی، انڈونیشی، البانی، مالیزی، سپانی اور مالٹی زبانوں میں بے شمار الفاظ بولے اور سمجھے جاتے ہیں۔ پاکستان کی قومی زبان اردو میں ۵۵ فی صد الفاظ عربی زبان وادب سے لیے گئے ہیں۔ پاکستانی عوام اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم کے لیے خصوصی اہتمام کرتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ قرآن پاک کی تلاوت بآسانی کر لیتے ہیں۔اگرچہ قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے والے لوگ انتہائی کم ہیں لیکن ایک بڑی تعداد قرآن کو سمجھنے اور عربی زبان سیکھنے کا شوق رکھتی ہے۔ایک تحقیق کے مطابق پاکستان میں عربی زبان سیکھنے کا رجحان قرآن اور حدیث سمجھنے کے لیے ہے۔۷۰ فی صد پاکستانی صرف اسی مقصد کے لیے عربی زبان کو سیکھتے ہیں۔[۲۲]

۲۔۳۔۹ عربی زبان کے مراکز اور تنظیمیں

عربی زبان وادب کے فروغ کے لیے پاکستان میں بہت سے مراکز اور تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ شیخ زید اسلامک سنٹر جامعہ پنجاب لاہور، شیخ زید اسلامک سنٹر جامعہ پشاور اور شیخ زید اسلامک سنٹر کراچی یہ تین مراکز عربی زبان وادب اور علوم اسلامیہ پر بحث و تحقیق اور تدریس میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ مراکز متحدہ عرب امارات کے صدر اور ابو ظہبی کے حاکم الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان کے تعاون سے قائم کیے گئے تھے اسی لیے ان مراکز کے اسما بھی انہی کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ مراکز عربی زبان ادب کے فروغ کے ساتھ ساتھ بی ایس، ایم ایس اور پی ایچ ڈی تک کی اسناد جاری کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جمعیت نشر اللغۃ العربیۃ کراچی، معہد اللغۃ العربیۃ اسلام آباد اور رابطہ اساتذہ اللغۃ العربیۃ وغیرہ بہت سی تنظیمیں عربی زبان وادب کے حوالے سے کام کر رہی ہیں۔

۲۔۳۔۱۰ عربی زبان میں شائع ہونے والے مجلات

پاکستان میں عربی زبان وادب کے مختلف مجلات شائع ہوتے ہیں۔ یہ مجلات اور جرائد عربی زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان مجلات میں مجلہ الدراسات الاسلامیہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، مجلہ الکلیہ الشرقیہ جامعہ پنجاب، مجلہ الاضواء شیخ زاید اسلامک سنٹر لاہور، مجلہ الوعی شیخ زید اسلامک سنٹر کراچی، مجلہ الایضاح شیخ زید اسلامک سنٹر پشاور، مجلہ مجمع العربی الباکستانی لاہور، مجلہ التبیان شعبہ عربی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، مجلہ البحث العربی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، اضاءات عربی ریسرچ جرنل اسلام آباد، مجلہ العلوم العربیہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، اقبالیات اقبال اکیڈمی لاہور، احیاء لاہور، مجلہ المنصورہ لاہور، مجلہ کشمیر المسلمہ اسلام آباد، مجلہ قسم العربی جامعہ پنجاب لاہور، اہم الاخبار اسلام آباد، مجلہ یقظہ اسلام آباد، اخبار

---

[۲۲] Raja Majid Moazzam, Dr.Tahir Aslam, and Muhammad Ashraf. ۲۰۲۳. ": The Objectives of the Arabic Language Learning and Its Impact on Their Language Learning Skills A Case Study of Universities of Pakistan and China". AL-IDA'AT Research Journal ۳ (۲). https://alasr.com.pk/ojs۳۳۰۸/index.php/alidaat/article/view/۱۲۱.

العرب لاہور شامل ہیں۔[۲۳] اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے مجلات ہیں جن میں اردو اور انگریزی کے ساتھ ساتھ عربی میں مقالات شائع ہوتے ہیں۔

۲۔۳۔۱۱ کانفرسز اور سیمینارز

قیام پاکستان کے فوری بعد عربی زبان کو قومی زبان قرار دینے کے حوالے سے بہت سی کانفرسز کا انعقاد کیا گیا اور ان میں مختلف قراردادوں کے ذریعے یہ بات کہی گئی کہ عربی زبان کو پاکستان کی قومی زبان قرار دے دی جائے تاکہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان پائی جانے والی خلیج کو بھی کم کیا جاسکے۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے جہاں بہت سے اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس وقت دونوں علاقوں کے درمیان اردو اور بنگالی زبان کے حوالے سے ایک وسیع خلیج تھی اور صرف ایک عربی زبان ہی تھی جو اس خلیج کو پر سکتی تھی۔ مگر شومئ قسمت کہ ایسا نہ ہو سکا اور ۱۹۷۱ میں مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد اور کراچی یونیورسٹی میں وقتاً فوقتاً عربی زبان وادب کے حوالے سے کانفرسز اور سیمینارز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان کانفرسز اور سیمینارز میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عربی زبان کے فروغ اور نئے زمانے کے چیلنجز کے حوالے سے بحث کی جاتی ہے۔

۳. نتائج وسفارشات وتجاویز

مقالہ ہذا کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش خدمت ہیں:

* عربی زبان کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے تدریس کا اہتمام کیا جائے۔ لسانیات کے جدید نظریات کو مد نظر رکھ کر اساتذہ کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔
* عربی کے نصابِ تعلیم پر نظر ثانی کی جائے اور انھیں جدید انداز سے مرتب کیا جائے۔
* معاشرے میں عربی زبان کو فروغ دیا جائے تاکہ عام عوام بھی اسلام کے ماخذِ شریعت قرآن وسنت سے براہ راست استفادہ کر سکیں۔ بعض لوگ ماخذِ شریعت قرآن وسنت سے اپنی مرضی کی تشریحات کر کے عامہ الناس کو گمراہ کرتے ہیں۔ لہذا اس کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ عام عوام بھی عربی زبان سے آشنا ہوں۔
* سوشل میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے عوام کو عربی زبان کی اہمیت وضرورت سے آگاہ کیا جائے۔ اس حوالے سے ملکی سطح پر مختلف کانفرنسز اور سیمینارز کا اہتمام بھی کیا جاسکتا ہے جس میں عربی زبان کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔

---

[۲۳] مظہر معین، **حاضر اللغة العربية**، ص، ۲۶۲

* پاکستان کے دستور پر عمل کرتے ہوئے سکولوں میں عربی زبان کو لازمی قرار دیا جائے۔

* قومی سطح پر ایسا رویہ اختیار کیا جائے کہ جدید عربی زبان کو فروغ ملے اور جدید عربی کو کمرشل کیا جائے۔

* جامعات، کالجز اور مدارس سے فارغ التحصیل عربی زبان کے طلبہ کو مناسب جاب کے مواقع میسر کیے جائیں۔

* ہائیر ایجوکیشن کمیشن کی طرف سے دینی مدارس کے لیے عربی زبان وادب کا ایک جامع گائیڈ لائن مرتب کیا جائے اور اساتذہ کی ورکشاپ کا اہتمام بھی کیا جائے۔ تاکہ دینی مدارس انہی گائیڈ لائن کی روشنی میں جدید انداز سے عربی زبان وادب کو پڑھا سکیں۔

۴. خلاصہ بحث

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عربی زبان وادب کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہر فرد کی خواہش ہے کہ وہ کم از کم پڑھنے کی حد تک ضرور عربی زبان سیکھے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی معاشرے میں چھوٹے بچوں کو قرآن پڑھانے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے اور حال ہی میں حکومتِ پاکستان نے بھی قرآن پاک کی تعلیم کو لازمی قرار دے دیا ہے۔ لہٰذا اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ عربی زبان کو معاشرے میں مزید فروغ دیا جائے اور حکومتی اور مقامی سطح پر اس حوالے سے اقدامات کیے جائیں۔

کتابیات

محمد بن اسماعیل بخاری، **الجامع الصحیح**، (ریاض: دارالسلام، ۱۴۲۱ھ)
سید سلیمان ندوی، **عرب وہند کے تعلقات**، (لاہور: مشعل بکس، ۲۰۰۴ء)
ابن اثیر، مبارک بن محمد الجزری، **النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر**، (بیروت: مکتبہ علمیۃ، ۲۰۱۰)
ڈاکٹر احسان حقی، **باکستان ماضیہا وحاضرہا**، (بیروت: دار النفائس، ۱۹۷۳ء)
عثمان عمرو بن محبوب جاحظ، **مجموعہ رسائل**، (ط-ا، ط، ن)
ابو الحسن علی بن الحسین مسعودی، **مروج الذهب ومعادن الجوهر**، (بیروت: مکتبہ العصریہ، ۲۰۰۲م)
محمد عبد اللہ محمود، **اللغۃ العربیۃ فی باکستان، دراسۃ وتاریخا**، (اسلام آباد: منشورات وزارۃ التعلیم، ۱۹۸۴م)
جمیل احمد، **حرکۃ التالیف باللغۃ العربیۃ في الإقليم الشمالي الهندي**، (کراچی: سلسلۃ منشورات جامعۃ الدراسات الإسلامیۃ)
احمد امین، **ضحی الإسلام**، (مصر: مؤسسۃ الهنداوي للتعلیم والثقافہ)
اسحق ابراہیم بن محمد الفارسی اصطخری، ، **المسالک والممالک**، (قاہرہ: الھیئۃ العامۃ لقصور الثقافۃ)
خالق داد ملک، **اضواء علی تعلیم اللغۃ العربیۃ في باکستان**، (لاہور: کلیۃ الدراسات الاسلامیۃ والشرقیۃ، جامعہ پنجاب، ۲۰۰م)
سمیر عبد الحمید ابراہیم، **اللغۃ العربیۃ وقضیۃ التنمۃ اللغویۃ في باکستان**، (القاهرة، دار المعارف، ۱۹۸۲م)، ص: ۱۴۲
مظہر معین، **حاضر اللغۃ العربیۃ**، (لاہور: جامعہ پنجاب، ۲۰۰۸ء)